3

خدمتِ اسلام کے لیے آگے آؤ تا تمہیں بھی اسلام کی ترقی کا دن دیکھنا نصیب ہو

میری صحت کے لیے پھر خصوصیت سے دعائیں کرو تا اللہ تعالیٰ بیماری کا بقیہ حصہ بھی اپنے فضل سے دور فرمائے

(فرمودہ 20 جنوری 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''جب میں کراچی سے یہاں پہنچا تھا تو چند دن تک تو آرام رہا لیکن اس کے بعد پھر تکلیف شروع ہوگئی اور یہ تکلیف شدید قسم کی تھی مگر جماعت کے دوستوں کی دعاؤں سے اور ان کی گریہ و زاری کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ بعض دن ایسے گزرے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بعض ہفتے ایسے گزرے کہ جن میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ طبیعت بالکل ساکن اور مطمئن ہے۔ اس کے بعد جلسہ سالانہ آیا۔ چونکہ یہ جلسہ سالانہ بیماری کے حملہ کے بعد پہلا جلسہ تھا اِس لیے محض اِس خیال سے کہ اس موقع پر احباب کے سامنے مجھے تقریریں کرنی پڑیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ دوستوں سے ملاقاتیں بھی کرنی پڑیں گی طبیعت پر ایک بوجھ سا

محسوس ہوا اور کچھ گھبراہٹ بھی پیدا ہوگئی اور گھبراہٹ سے ہی ڈاکٹروں نے منع کیا ہے مگر خداتعالیٰ نے فضل کیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تقریروں اور ملاقاتوں کی وجہ سے طبیعت میں کسی قدر بے اطمینانی پیدا ہوئی لیکن جلسہ سالانہ کے دن خیروعافیت سے گزر گئے۔ ایک یا دو دن تکلیف رہی اس کے بعد طبیعت میں سکون اور اطمینان پیدا ہو گیا۔ پھر ہم لاہور گئے۔ لاہور سے آنے کے بعد ایک یا دو دن تکلیف رہی۔ اس کے بعد جلد ہی طبیعت میں اطمینان اور سکون پیدا ہو گیا اور چھ سات دن تو میں نے نہایت آرام کے گزارے۔ مگر پرسوں طبیعت دوبارہ نہایت خطرناک طور پر خراب ہوگئی۔ بعض اوقات تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ ساری بیماری کے دوران میں اِس قدر شدید حملہ کبھی نہیں ہوا۔ نسیان کی اتنی حد ہوگئی کہ نہایت ہی قریب کی نمایاں چیز بھی مجھے بھول جاتی تھی۔ پہلے بھی نماز میں نسیان ہوتا تھا مگر بعد میں خداتعالیٰ نے فضل کر دیا تھا اور وہ دور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ مگر ان دنوں تو یہ حالت ہوگئی کہ بارہا مجھے گھر والے بتاتے کہ آپ نے فلاں بات کہی تھی یا آپ نے فلاں دوائی پی تھی تو میں اُس کا انکار کر دیتا اور کہتا یہ بالکل غلط بات ہے۔ میں نے یہ بات ہرگز نہیں کہی یا میں نے فلاں دوائی نہیں پی۔ لیکن بعد میں گواہوں کی شہادت کی وجہ سے مجھے ماننا پڑتا کہ مجھے ہی بات بھول گئی تھی۔

میں دوستوں سے پھر کہتا ہوں کہ وہ دعا کریں کہ خداتعالیٰ میری بیماری کے بقیہ حصہ کو بھی دور فرمائے اور طبیعت میں سکون اور اطمینان پیدا کرے کیونکہ وہی زندگی کارآمد ہوسکتی ہے جس میں انسان عمدگی سے کام کر سکے۔ اگر انسان اچھی طرح سے کام نہ کر سکے، اُسے اطمینانِ قلب نصیب نہ ہو، اُس کے دل پر خداتعالیٰ کی خوشنودی کی بارش نہ ہوتی رہے تو اُس کی زندگی ایک قسم کا عذاب بن جاتی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ تکلیف میں کسی قدر افاقہ ہے۔ میری اس تکلیف کی یہ وجہ معلوم ہوئی ہے کہ میری انتڑیوں میں خرابی پیدا ہوگئی تھی جس کی وجہ سے قبض ہوگئی اور قبض بھی ایسی کہ میں نے دن میں دو دفعہ یعنی صبح اور شام جلاب لیا لیکن پھر بھی اجابت نہ ہوئی۔ کل "کیلومل" 1 لیا اور خداتعالیٰ نے فضل کیا کہ آج صبح اجابت ہوگئی ہے۔ اس لیے آج طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ گو اُتنی بہتر نہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ کچھ عرصہ قبل ہوگئی تھی۔ اُس وقت تو دماغ بالکل ساکن ہو جاتا تھا اور طبیعت مطمئن ہو جاتی تھی

اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ بیماری ہے ہی نہیں۔ سوائے اِس کے کہ پاؤں اور ہاتھ میں کسی قدر کھچاوٹ محسوس ہوتی تھی لیکن اِتنی کھچاوٹ کچھ زیادہ تکلیف دِہ معلوم نہیں ہوتی۔ آخر تندرستی کی حالت میں بھی انسان بیٹھے بیٹھے تھک جاتا ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ ساتھ دماغ کی پریشانی بھی ہو تو وہ بیماری خطرناک نظر آنے لگ جاتی ہے۔ پس آج طبیعت میں نسبتاً سکون ہے۔ گو اس حد تک سکون نہیں جیسے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہو گیا تھا۔

آج میں مختصر طور پر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دو دن ہوئے میرے ایک عزیز نے مجھ سے بیان کیا کہ سندھ کے بعض احمدیوں کو ریل میں سفر کرتے ہوئے بعض آدمی ملے جنہوں نے اُن پر متعدد سوالات کیے جن کی وجہ سے احمدی دوستوں کو وہم ہوا کہ وہ سی۔آئی۔ڈی کے آدمی ہیں۔ مگر میرے خیال میں یہ صرف وہم ہی ہے۔ کیونکہ سی۔آئی۔ڈی کے آدمیوں کے ماتھے پر تو سی۔آئی۔ڈی کے الفاظ نہیں لکھے ہوتے۔ لیکن جب کوئی شخص عجیب قسم کے سوالات کرتا ہے تو لوگ خیال کر لیتے ہیں کہ یہ سی۔آئی۔ڈی سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ بہتر ہوتا ہے کہ مرکز کو اطلاع کر دی جائے کیونکہ چاہے وہم ہی ہو اس سے مرکز کو اطلاع دے دینا نہایت اہم چیز ہے۔ لیکن جس واقعہ کے متعلق میرے اس عزیز نے مجھ سے ذکر کیا ہے اُس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ محض وہم ہے۔ کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کسی احمدی دوست سے یہ سوال کرتا ہے کہ تمہاری جماعت کی آمد کتنی ہے؟ جماعت کا چندہ کس قدر ہوتا ہے؟ جماعت کی تعداد کیا ہے اور وہ کہاں کہاں ہے؟ امریکہ سے تمہیں کس قدر مدد ملتی ہے؟ مودودیوں کے ساتھ تمہارے کیا تعلقات ہیں؟ احرار سے تمہارا کیا تعلق ہے؟ تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ ان کے لیے گورنمنٹ کو کسی سی۔آئی۔ڈی کے مقرر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسے ان باتوں کا پہلے سے ہی علم ہے۔ اگر ہمیں امریکہ سے مدد آئے گی تو وہ منی آرڈر یا بینک کے ذریعہ سے ہی آئے گی اور ڈاک کا محکمہ تو گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ پھر اسے اس کے لیے سی۔آئی۔ڈی مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہماری جو جماعت پھیلی ہوئی ہے اس کا گورنمنٹ کو علم ہی ہے۔ پھر اسے یہ بھی پتا ہے کہ جماعت کے کام چلتے ہیں۔ مثلاً زنانہ کالج ہے، مردانہ کالج ہے، دینیات کالج ہے، دینیات کا مدرسہ ہے، لڑکوں کا

سکول ہے، لڑکیوں کا سکول ہے، اتنے تعلیمی ادارے کوڑیوں پر نہیں چلتے بلکہ لاکھوں روپے کے خرچ سے چلتے ہیں۔ آخر جماعت کی تعداد لاکھوں کی ہے۔ تبھی اتنے کالج اور سکول چل رہے ہیں۔ گورنمنٹ اِس امر سے ناواقف نہیں ہوسکتی۔ خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت پاکستان کے ہر حصہ میں موجود ہے۔ کراچی میں بھی جماعت موجود ہے، سابق سندھ کے مختلف شہروں میں بھی جماعت موجود ہے، سابق بلوچستان کے مختلف شہروں میں بھی جماعت موجود ہے، پشاور ڈویژن میں بھی جماعت موجود ہے، ڈیرہ اسماعیل خاں کے ڈویژن میں بھی جماعت موجود ہے، ہزارہ کے علاقہ میں بھی جماعت ہے، لاہور، ملتان اور راولپنڈی کی کمشنریوں میں بھی جماعت پائی جاتی ہے۔ پھر بعض شہروں میں اتنی بڑی اور مضبوط جماعت ہے کہ اُس کا سالانہ چندہ لاکھ روپیہ سالانہ سے بھی اوپر ہے۔ پھر مشرقی پاکستان میں بھی جماعت ہے، ہندوستان میں بھی جماعت ہے، انڈونیشیا میں بھی جماعت ہے، امریکہ میں بھی جماعت ہے۔ اگر اتنی بڑی تعداد میں جماعت موجود ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ یہ اُس کا دینی کام ہے اور وہ اس کے لیے چندے دیتے ہیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے کہ روپیہ کہاں سے آتا ہے۔

امریکہ کی جماعت کے متعلق مجھے وہاں کے مبلغ خلیل احمد صاحب ناصر نے بتایا تھا کہ اس کا سالانہ چندہ چالیس ہزار ڈالر یعنی دولاکھ روپیہ سالانہ تک پہنچ گیا ہے۔ میں نے چودھری غلام یٰسین صاحب سے جو امریکہ میں عرصہ تک بطور مبلغ کام کر چکے ہیں اِس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا خلیل احمد صاحب ناصر کو غلطی لگی ہے۔ امریکہ کی جماعت کا چندہ دس ہزار ڈالر کے قریب ہے چالیس ہزار ڈالر نہیں۔ میں نے خلیل احمد صاحب ناصر کو لکھا کہ آپ تو کہتے تھے کہ جماعت امریکہ کا سالانہ چندہ چالیس ہزار ڈالر ہے لیکن آپ کا ایک نائب کہتا ہے کہ یہ بات درست نہیں۔ جماعت امریکہ کا چندہ چالیس ہزار ڈالر نہیں بلکہ دس ہزار ڈالر سالانہ ہے۔ اِس پر خلیل احمد صاحب ناصر نے تحریر کیا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہی درست ہے اور رجسٹروں میں جو چندہ کا حساب درج ہے یہ رقم اُس کے مطابق ہے۔ میرے نائب کو غلطی لگی ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ انہوں نے صرف چندہ کے اُس حصہ کا اندازہ لگایا ہے جو مرکز کے زیرِانتظام خرچ ہوتا ہے۔ حالانکہ یہاں چندہ کئی مدّات میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس میں سے کچھ تو

لوکل چندہ ہوتا ہے جس سے ہم تبلیغی جلسوں اور دوسرے اجتماعوں کے لیے ہال کرایہ پر لیتے ہیں اور مقامی تبلیغ پر خرچ کرتے ہیں۔ کچھ حصہ چندہ کا مساجد پر خرچ ہوتا ہے۔ پھر چندہ کا کچھ حصہ امریکہ کی مرکزی انجمنوں پر خرچ ہوتا ہے اور کچھ حصہ تابع مرضی مرکز ہوتا ہے۔ غرض انہوں نے لکھا کہ امریکہ کی جماعت کا چندہ یقیناً چالیس ہزار ڈالر سالانہ ہے۔ میں نے رجسٹروں سے چیک کر لیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔

پھر ان لوگوں کو خدا تعالیٰ نے ایسی ہمت دی ہے کہ کل ہی مجھے امریکہ سے ایک نوجوان کا خط آیا۔ وہ اِن دنوں وہاں کسی کالج میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اس نوجوان نے تحریر کیا ہے کہ میں نے سنا ہے آپ امریکہ سے دو مبلغ واپس بلا رہے ہیں اور یہ بہت افسوسناک امر ہے۔ ہمارے ہاں تو دو سَو مبلغ بھی ہوں تو وہ کافی نہیں۔ کیونکہ امریکہ اتنا وسیع ملک ہے کہ چار پانچ ہزار میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا ہے اور ہندوستان سے قریباً دُگنا ہے۔ اتنے بڑے ملک میں آپ نے صرف آٹھ مبلغ بھیجے ہیں۔ بھلا ان آٹھ مبلغوں سے یہاں کیا بنتا ہے۔ یہاں تو کم سے کم دو سَو مبلغ ہوں تب کہیں جا کر سارے ملک میں اسلام اور احمدیت کی آواز پہنچ سکتی ہے۔ پس آپ کو تو یہاں دو سَو مبلغ بھیجنا چاہیے لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ ان آٹھ مبلغین میں سے بھی دو کو واپس بلا رہے ہیں۔ پھر اس نوجوان نے لکھا ہے کہ میں مانتا ہوں کہ جماعت پر اخراجات کا بوجھ ہے لیکن بجائے اِس کے کہ ہم مبلغین کی تعداد کو کم کریں ہمیں ان اخراجات کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی تدابیر کرنی چاہییں۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ آپ ہمارے ملک کا قیاس پاکستان پر نہ کریں کیونکہ ہمارے ملک میں اقتصادی حالت اِتنی ترقی یافتہ ہے کہ مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ یہاں بعض افراد نے پانچ سَو ڈالر کے ساتھ کام شروع کیا اور آج ان کی آمد دس ہزار ڈالر سالانہ ہے۔ پانچ سَو ڈالر کے یہ معنے ہیں کہ اُنہوں نے پچیس سَو روپیہ سے کوئی تجارت یا صنعت شروع کی تھی اور آج ان کی سالانہ آمد پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک پہنچ گئی ہے۔ اس نوجوان نے مزید لکھا ہے کہ آپ ہمیں منظّم کریں اور ہمیں کاموں پر لگائیں۔ جب ہماری آمدنیں بڑھیں گی تو چندے آپ ہی آپ بڑھیں گے۔ چنانچہ وہاں اِس قسم کی کوشش جاری ہے کہ جماعت کو منظّم کر کے اُن کی آمد کو بڑھایا جائے اور اِنْشَاءَ اللّٰہُ یہ بات

بعید نہیں کہ چند سالوں میں امریکن جماعتوں کے چندے پاکستان کے چندوں سے بھی بڑھ جائیں گے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ ایسی تدبیریں کر رہا ہے کہ جن کے نتیجہ میں امریکہ جیسے مالدار ملک میں لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ پاکستانیوں کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ جس ملک کے آگے انہیں مدد کے لیے ہاتھ پھیلانا پڑ رہا ہے وہ ملک مدد لینے کے لیے ہماری طرف اپنا ہاتھ پھیلا رہا ہے، جس ملک کے لوگ عیسائیت پھیلا رہے ہیں اُس میں اب ہمارے ذریعہ ایسے لوگ کھڑے ہو گئے ہیں جو اسلام کی اشاعت کے لیے بیتاب ہیں اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اس کے متعلق فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

جہاں تک گورنمنٹ کی مدد کا سوال ہے اخبارات میں پاکستان کے بعض وزراء کی تقریریں چھپی ہیں کہ حکومت امریکہ نے حکومتِ پاکستان کو اتنی مدد دی ہے۔ ہمیں مدد دینے کے متعلق تو نہ کبھی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے اور نہ گورنمنٹ کے رسل و رسائل کے ذرائع نے کبھی اعلان کیا ہے کہ گورنمنٹ نے اِس قدر مدد احمدیوں کو دی ہے۔ لیکن جہاں تک پاکستان کو مدد ملنے کا سوال ہے اس کے متعلق خود پاکستان کے وزراء نے اعلانات کیے ہیں جو اخبارات میں بھی چَھپ چکے ہیں۔ بلکہ گورنر جنرل نے بھی کہا ہے کہ حکومتِ امریکہ نے حکومتِ پاکستان کو اس قدر مدد دی ہے۔

پس جہاں تک گورنمنٹ امریکہ کا تعلق ہے وہ ہم سے ایسی ہی جدا ہے جیسے دوسرے ممالک کی غیر مسلم حکومتیں جُدا ہیں۔ اور جہاں تک امریکن لوگوں کا سوال ہے ان کی اکثریت اب بھی عیسائی ہے۔ مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے جو اسلام لے آئی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس کے اندر اسلام کی خدمت کا بڑا جوش پایا جاتا ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ترقی کرتے کرتے جب اس کی تعداد ایک خاص حد تک پہنچ جائے گی تو ہزاروں اور لاکھوں ڈالر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا بلکہ ان کا چندہ اربوں تک پہنچ جائے گا۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے امریکہ کے انچارج مبلغ خلیل احمد صاحب ناصر نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہماری جماعت کا چندہ چالیس ہزار ڈالر سالانہ تک پہنچ گیا ہے۔ یہ رقم بہت بڑی ہے لیکن ہم اسے کچھ بھی نہیں سمجھتے بلکہ ہم تو امید

رکھتے ہیں کہ وہاں کے مبلغ ہمیں یہ اطلاع دیں گے کہ امریکہ کی جماعت کا چندہ چالیس ہزار ڈالر سالانہ نہیں، چالیس لاکھ ڈالر سالانہ نہیں، چالیس کروڑ ڈالر سالانہ نہیں، چالیس ارب ڈالر سالانہ نہیں بلکہ چالیس کھرب ڈالر سالانہ ہے۔ یعنی پاکستان کی موجودہ سالانہ آمد سے بھی دس ہزار گُنا زیادہ ہے۔ اُس وقت ہم سمجھیں گے کہ امریکہ آج اسلام کے قریب ہوا ہے۔ جب امریکہ اپنا کلیجہ نکال کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے گا تب ہم سمجھیں گے کہ امریکہ آج اسلام لایا ہے۔ تھوڑے بہت روپے کو ہم کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ روپیہ کیا ہے؟ امریکہ کے لحاظ سے تو یہ اُس کے ہاتھ کی مَیل ہے بلکہ اُس کے ہاتھ کی مَیل بھی نہیں۔ جس دن امریکہ اَربوں اَرب روپیہ بطور چندہ اسلام کی اشاعت کے لیے دے گا، جس دن امریکہ میں لاکھوں مسجدیں بن جائیں گی، جس دن امریکہ میں لاکھوں میناروں پر اذان دی جائے گی، جس دن امریکہ میں لاکھوں امام، مساجد میں پانچ وقت نماز پڑھایا کریں گے اُس دن ہم سمجھیں گے کہ آج امریکہ اپنی جگہ سے ہلا ہے۔

پس دوستوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر اُن پر کوئی شخص اِس قسم کا سوال کرے تو وہ اُسے ہنس کر یہ جواب دیا کریں کہ میاں! تم کون ہو پوچھنے والے؟ یہ تو ایسی بات ہے جس کا گورنمنٹ کو بھی علم ہے۔ سارے منی آرڈر اُس کی معرفت آتے ہیں اور بینکوں پر اُس کا تسلّط ہے۔ معلوم ہوتا ہے تمہیں کوئی دھوکا لگ گیا ہے یا تم سے کسی افسر نے مذاق کیا ہے کہ احمدیوں کو امریکہ سے امداد آتی ہے ورنہ اسے کیا ضرورت تھی کہ وہ یہ بات تمہارے ذریعہ دریافت کرتا۔ وہ تو بڑی آسانی سے ڈاکخانوں سے اِس بات کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا تھا، وہ بینکوں سے اس کا علم لے سکتا تھا۔ بھلا گورنمنٹ سے یہ باتیں چُھپ سکتی ہیں؟ ڈاک کا محکمہ گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اس لیے ڈاکخانوں کی معرفت جو روپیہ ملتا ہے گورنمنٹ کے افسران کو اُس کا علم ہوتا ہے۔ ہاں! بعض اوقات گورنمنٹیں مصلحتاً کہہ دیا کرتی ہیں کہ ہمیں فلاں بات کے متعلق پتا نہیں حالانکہ اُنہیں اُس کا علم ہوتا ہے۔

پس ایسی باتیں بعض لوگ برسبیلِ تذکرہ کر دیا کرتے ہیں۔ اس لیے یہ خیال کر لینا کہ ایسی باتیں کرنے والا ضرور گورنمنٹ کا جاسوس ہے فضول بات ہے۔ اگر کوئی شخص

اِس قسم کی باتیں کرتا ہے تو مومن کو چاہیے کہ بجائے اِس کے کہ وہ وہم کرے کہ وہ گورنمنٹ کا آدمی ہے وہ خدا تعالیٰ سے استغفار کرے۔ ہاں! اگر وہ مرکز کو خبر دے دیتا ہے تو اِس میں کوئی حرج نہیں۔ دراصل یہ باتیں ایسی ہیں کہ ان کے لیے گورنمنٹ کو سی۔آئی۔ڈی مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی کو کسی بیرون ملک کی معرفت روپیہ آتا ہے تو حکومت کو اُس کا علم ہوتا ہے کیونکہ وہ روپیہ اُسی کے محکمہ کے ذریعہ آتا ہے۔

پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اِس وقت دنیا کی سب سے زیادہ عقلمند قوم امریکہ ہے اور اس کا حکومتی مذہب عیسائیت ہے۔ اب وہ کون پاگل حکومت ہوگی جو اپنے مذہب کے خلاف دوسروں کو روپیہ دے۔ ہم تو حکومتِ امریکہ کے مذہب عیسائیت کے خلاف لڑتے ہیں اور اُن کے عقائد کو باطل قرار دیتے ہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے کہا کہ تمہیں "بعل" سکھاتا ہے (بعل ایک بُت کا نام تھا جس سے یہودی لوگ عقیدت رکھتے تھے) تو مسیح علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے نادانو! میں تو بعل کے خلاف تعلیم دیتا ہوں۔ پھر وہ مجھے اپنے خلاف باتیں کیوں سکھاتا ہے؟ کیا کوئی دوسرے کو اپنے مذہب کے خلاف باتیں سکھاتا ہے؟ پھر تم میرے متعلق یہ خیال کیسے کر سکتے ہو کہ بعل مجھے سکھاتا ہے جبکہ میں اُس کے خلاف تعلیم دیتا ہوں۔2

اب دیکھو! یہ کتنی موٹی دلیل ہے۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں۔ مگر کیا امریکہ کی عقل ماری گئی ہے کہ وہ ہمیں روپیہ دے حالانکہ ہم اس کے مذہب کے خلاف تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب ہم اس کے مذہب کو توڑ کے رکھ دیں گے۔ وہ دن دور نہیں جب احمدیت کے ذریعہ امریکہ میں عیسائیت پاش پاش ہو جائے گی اور اسلام قائم ہو جائے گا۔ وہ دن دور نہیں جب مسیح کو امریکہ کے تخت سے اُتار دیا جائے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تخت پر بٹھا دیا جائے گا۔ جب وہ زمانہ آجائے گا تو حکومتِ امریکہ بیشک ہمیں امداد دے گی اور نہ صرف ہمیں حکومتِ امریکہ امداد دے گی بلکہ وہ ہمارے آگے ہاتھ جوڑے گی کہ خدا کے لیے ہم سے مدد لو اور ہمیں ثواب سے محروم نہ رکھو۔ مگر آج وہ ہمیں مدد نہیں دے سکتی۔ کیونکہ آج اُسے نظر آ رہا ہے کہ ہم اُس کے مذہب کے خلاف تقریریں کرتے ہیں اور کتابیں لکھتے ہیں۔

بیشک انفرادی طور پر بعض اچھے افراد بھی ہوتے ہیں مثلاً امریکہ کے بعض آدمیوں نے ہماری کتب پر ریویو لکھے ہیں اور وہ بہت زبردست ہیں لیکن یہ سب انفرادی مثالیں ہیں۔ حکومت تو مجموعۂ افراد کا نام ہوتا ہے اور مجموعہ افراد میں اکثریت عیسائیوں کی ہے۔ اور جب اکثریت عیسائیوں کی ہے تو وہ ہماری مدد کیوں کریں گے؟ وہ جب بھی کریں گے مخالفت ہی کریں گے۔ ہاں! جس دن اُن پر اسلام کی حقانیت واضح ہو جائے گی اُس دن وہ اسلام کی تائید کریں گے اور تائید بھی چوری چھپے نہیں کریں گے بلکہ گھٹنوں کے بَل گِر اور ہاتھ جوڑ کر درخواستیں کریں گے کہ اُن سے اسلام کی اشاعت کے لیے امداد قبول کر لی جائے اور اس طرح ان کو ثواب میں شریک کر لیا جائے۔ اُس دن یہ سوال نہیں ہو گا کہ کوئی حکومت تحقیقات کرے کہ کون کس کو مدد دیتا ہے۔ بلکہ اُس دن وہ اِس بات پر فخر کریں گے کہ اسلام ہمارا مذہب ہے اور یہ لوگ ہمارے ہم مذہب ہیں۔ ہم انہیں مالی امداد دے کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور جب وہ دن آ جائے گا تو سارے مسلمان کیا حنفی، کیا شافعی، کیا شیعہ اور کیا سُنّی خوش ہوں گے۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں وہ دن آ گیا تو مودودی بھی خوش ہوں گے اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج امریکہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے تیار ہو گیا ہے۔ یہ لوگ اُسی وقت تک ہی ناراض ہیں جب تک ظاہری شان و شوکت غیر کے ہاتھ ہے۔ جب ظاہری شان و شوکت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو گی تو اُس دن کمزور دل لوگ بھی جو آج تبلیغِ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اس بات پر فخر کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دیا ہے۔ گو اُس دن کے آنے میں ابھی دیر ہے مگر تم لوگوں کی قربانیوں ہی کی دیر ہے، تم لوگوں کی اصلاح کی ہی دیر ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے حضور گِر جاؤ، اُس کے آگے رو رو کر دعائیں کرو اور اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھا دو تو وہ دن قریب تر آ جائے گا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ امریکہ سے ایک نوجوان نے مجھے لکھا ہے کہ اگر آپ دوسَو مبلغ بھیج دیں تو ہمارے ملک میں اسلام کی گونج پیدا ہو جائے گی۔ وہ لکھتا ہے کہ امریکہ اتنا وسیع ملک ہے کہ ایک ایک شہر دوسرے شہر سے ہزار ہزار، دو دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ پس تم قربانیاں کرو تا وہ دن قریب آ جائے جب عیسائیت پاش پاش ہو جائے

اور اسلام کا جھنڈا ہر جگہ گاڑ دیا جائے۔

میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ دیکھو کہ اس وقت امریکہ میں جس مبلغ کے ذریعہ گوری قوم میں اسلام پھیلنا شروع ہوا ہے وہ صرف میٹرک پاس ہے۔ وہ گریجویٹ بھی نہیں، وہ شاہد بھی نہیں بلکہ وہ ایف۔اے بھی نہیں۔وہ میٹرک پاس کر کے ہمارے پاس آ گیا، اُس نے دین کی خدمت کے لیے زندگی وقف کی۔ ہمیں اُس وقت ایسے آدمیوں کی ضرورت تھی جنہیں تبلیغ کے لیے باہر بھجوایا جائے۔ چنانچہ ہم نے اسے امریکہ بھیج دیا۔ اگر تم بھی اپنی زندگیوں کو سنوارو اور انہیں کھیل کُود میں ضائع نہ کرو تو تم بھی اُس جیسا کام کر سکتے ہو بلکہ اس سے بڑھ کر کام کر سکتے ہو۔

آج ہی مجھ سے کسی نے ذکر کیا ہے کہ آج نصف ربوہ کرکٹ کا میچ دیکھنے لاہور گیا ہے۔میں کھیلوں کا مخالف نہیں ہوں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کو کھیلوں میں حصہ لینا چاہیے تا اُن کی صحت اچھی رہے لیکن محض کھیلوں میں ساری زندگی گزار دینا درست نہیں۔ہم بھی بچپن میں مختلف کھیلیں کھیلا کرتے تھے۔ میں عموماً فٹبال کھیلا کرتا تھا۔جب قادیان میں بعض ایسے لوگ آ گئے جو کرکٹ کے کھلاڑی تھے تو انہوں نے ایک کرکٹ ٹیم تیار کی۔ایک دن وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جاؤ حضرت صاحب سے عرض کرو کہ وہ بھی کھیلنے کے لیے تشریف لائیں۔ چنانچہ میں اندر گیا۔ آپ اُس وقت ایک کتاب لکھ رہے تھے۔ جب میں نے اپنا مقصد بیان کیا تو آپ نے قلم نیچے رکھ دی اور فرمایا تمہارا گیند تو گراؤنڈ سے باہر نہیں جائے گا لیکن میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جس کا گیند دُنیا کے کناروں تک جائے گا۔

اب دیکھ لو کیا آپؑ کا گیند دنیا کے کناروں تک پہنچا ہے یا نہیں؟ اِس وقت امریکہ، ہالینڈ، انگلینڈ، سوئٹزرلینڈ، مڈل ایسٹ، افریقہ، انڈونیشیا اور دوسرے کئی ممالک میں آپ کے ماننے والے موجود ہیں۔ فلپائن کی حکومت ہمیں مبلغ بھیجنے کی اجازت نہیں دیتی تھی لیکن پچھلے دنوں وہاں سے برابر بیعتیں آنی شروع ہو گئی ہیں۔ ابھی تین چار دن ہوئے ہیں فلپائن سے ایک شخص کا خط آیا ہے جس میں اُس نے لکھا ہے کہ اسے میری بیعت کا خط ہی سمجھیں اور مجھے مزید لٹریچر بھجوائیں۔ مجھے جس مقام کے متعلق بھی علم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی اسلام کی

خدمت کرنے والا ہے میں وہاں خط لکھ دیتا ہوں۔ چنانچہ اُس نے لکھا ہے کہ میں نے انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کو بھی ایک خط لکھا ہے۔ میں نے مسجد لندن کے پتا پر بھی ایک خط لکھا ہے۔ میں نے واشنگٹن امریکہ کے پتا پر بھی ایک خط لکھا ہے۔ اب دیکھ لو! فلپائن میں ہمارا کوئی مبلغ نہیں گیا لیکن لوگوں میں آپ ہی آپ احمدیت کی طرف رغبت پیدا ہو رہی ہے۔ یہ وہی گیند ہے جسے قادیان میں بیٹھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہِٹ ماری تھی اور آج سے کوئی 69 سال پہلے ہِٹ ماری تھی۔ اب وہ گیند گھومتا گھومتا فلپائن جا پہنچا ہے اور وہاں سے ایک شخص خط لکھتا ہے کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔

پس میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ یہ دن تمہارے کام کے دن ہیں۔ یورپ اور امریکہ اسلام کی اشاعت کے لیے مبلغ مانگ رہے ہیں۔ اگر شاہدوں پر انحصار کیا جائے تو وہ شاید بیس پچیس ہوں گے حالانکہ صرف امریکہ اس وقت دوسَو مبلغ مانگ رہا ہے۔ مگر کل وہ دوسَو مبلغ نہیں مانگے گا بلکہ دو ہزار مبلغ مانگے گا۔ پرسوں وہ دو ہزار مبلغ نہیں مانگے گا بلکہ دو لاکھ مبلغ مانگے گا۔ اترسوں وہ دو لاکھ مبلغ نہیں مانگے گا بلکہ دو کروڑ مبلغ مانگے گا اور دو کروڑ شاہد تیار کرنے کے لیے دوسَو سال چاہییں۔ آخر تمہیں پرانے صحابہ والا طریق ہی اختیار کرنا پڑے گا کہ اِدھر کسی نے کلمہ پڑھا اور احمدی ہوا اور اُدھر وہ مبلغ بن گیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھ لو وہ شاہد نہیں تھے۔ انہوں نے کلمہ ہی پڑھا تھا کہ اسلام کے مبلغ ہو گئے۔ تم بھی وہی طریق اختیار کرو۔ احمدیت سمجھ آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب جو اردو میں ہیں پڑھنی شروع کر دو۔ اگر تم انہیں غور سے پڑھو تو تھوڑے دنوں میں ہی تم ایسے مبلغ بن جاؤ گے کہ بڑے بڑے عالم بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

ہمارے ابتدائی مبلغ جنہوں نے ہندوستان اور اس کے باہر تبلیغ کا کام کیا ہے یا انہوں نے اسلام کی تائید میں کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے عربی زبان کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی تھی لیکن پھر بھی انہوں نے بڑا کام کیا۔ مولوی محمد علی صاحب کو ہی لے لو انہوں نے عربی زبان کی باقاعدہ تحصیل نہیں کی تھی۔ لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ ان کی کتابوں نے بڑا اثر پیدا کیا۔ پھر خواجہ کمال الدین صاحب کو لے لو انہوں نے لندن میں مشن قائم کیا تھا حالانکہ ان لوگوں نے

صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کو غور سے پڑھا تھا۔ تم بھی حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کو غور سے پڑھو اور پھر اپنی انگریزی کو ٹھیک کرو۔ غیر ممالک میں انگریزی بڑا کام دیتی ہے۔ پس تم اپنی انگریزی کو ٹھیک کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو غور سے پڑھو اور جو بات تمہیں متضاد نظر آئے یا مشکل معلوم ہو وہ علماء سے پوچھ لو۔ بس اتنی بات ہے۔ اِس سے تھوڑے ہی دنوں میں تم اتنے زبردست مبلغ بن جاؤ گے کہ دنیا کے بڑے بڑے عالم تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور اُس وقت تم اِس قابل ہو جاؤ گے کہ تمہیں امریکہ یا یورپ کے کسی ملک میں بطور مبلغ بھیج دیا جائے۔

کچھ دن ہوئے مجھے کینیڈا سے بھی ایک شخص کا خط آیا تھا۔ اُس نے بھی تحریر کیا تھا کہ یہاں کوئی مبلغ بھیجیں۔ ہمیں یہاں مبلغ کی سخت ضرورت ہے۔ پس دوسرے ممالک میں لوگوں میں اسلام کے لیے تڑپ اور جوش پیدا ہو رہا ہے۔ کل ہی ایک مبلغ کا خط آیا تھا کہ مجھے ایک وزیر نے جس کے سپرد امورِ مذہبی کا محکمہ ہے لکھا ہے کہ تم مجھے احمدیت کے تفصیلی حالات لکھتے رہا کرو۔ تا میں بھی احمدیت سے پوری واقفیت حاصل کر لوں اور اس کے بعد خود تبلیغ کا کام کر سکوں۔ اب دیکھ لو! آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ خود ہی اسلام کی اشاعت کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام پورا ہو گا کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''۔3 بادشاہتیں تو آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہیں لیکن ملک کا پریذیڈنٹ اور صدر بھی بادشاہ ہی ہوتا ہے۔ اگر روس کا صدر اور وزیراعظم مسلمان ہو جائیں تو وہ بھی بادشاہ سے اپنی حیثیت میں کم نہیں اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ لیکن وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں سے اُسی وقت برکت ڈھونڈیں گے جب تم آپؑ کی کتابوں سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ۔ جب تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے برکت ڈھونڈنے لگ جاؤ گے تو خدا تعالیٰ ایسے بادشاہ پیدا کر دے گا جو آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

لیکن ابھی تک تو صدر انجمن احمدیہ نے یہ بھی انتظام نہیں کیا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کو محفوظ رکھا جائے۔ آخر بادشاہ برکت

ڈھونڈیں گے تو کہاں سے ڈھونڈیں گے؟ صدرانجمن احمدیہ کو چاہیے تھا کہ وہ بعض ماہر ڈاکٹر بُلاتی جو اِس بات پر غور کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑے کس طرح محفوظ رکھے جا سکتے ہیں اور ان کپڑوں کو شیشوں میں بند کر کے اِس طرح رکھا جاتا کہ وہ کئی سَو سال تک محفوظ رہتے یا انہیں ایسے ممالک میں بھجوایا جاتا جہاں کپڑوں کو کیڑا نہیں لگتا۔ مثلاً امریکہ ہے وہاں یہ کپڑے بھیج دیئے جاتے تا انہیں محفوظ رکھا جا سکتا اور آئندہ آنے والی نسلیں ان سے برکت حاصل کرتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کی خواہش تھی کہ عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے آپ کی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی مجھے ملے۔ ہم تین بھائی تھے اور تین ہی انگوٹھیاں تھیں مگر باوجود خواہش کے آپ نے قرعہ ڈالا اور عجیب بات یہ ہے کہ تین بار قرعہ ڈالا گیا اور تینوں دفعہ ہی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی میرے نام نکلی۔ غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ والی انگوٹھی میاں بشیر احمد صاحب کے نام نکلی اور تیسری انگوٹھی جو وفات کے وقت آپ کے ہاتھ میں تھی اور اُس پر ''مولا بس'' لکھا ہوا تھا تینوں دفعہ میاں شریف احمد صاحب کے نام نکلی۔

اب دیکھو کہ کتنا خدائی تصرف ہے ایک بار قرعہ ڈالنے میں غلطی ہوسکتی تھی، دوسری بار قرعہ ڈالنے میں بھی غلطی ہوسکتی تھی لیکن تین بار قرعہ ڈالا گیا اور تینوں دفعہ میرے نام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی نکلی، میاں بشیر احمد صاحب کے نام غَرَسْتُ لَکَ بِیَدِیْ رَحْمَتِیْ وَقُدْرَتِیْ والی انگوٹھی اور میاں شریف احمد صاحب کے حصہ میں وہ انگوٹھی آئی جس پر ''مولا بس'' لکھا ہوا تھا۔ میں نے نیت کی ہوئی ہے کہ میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی جماعت کو دے دوں لیکن میں اُس وقت تک اسے کس طرح دے دوں جب تک کہ وہ اس کی نگرانی کی ذمہ داری نہ لے۔ اگر وہ انگوٹھی میرے بچوں کے پاس رہے تو وہ کم سے کم اسے اپنی ملکیت سمجھ کر اس کی حفاظت تو کریں گے۔ لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہ انگوٹھی اپنے بچوں کو نہ دوں بلکہ جماعت کو دوں۔ اِس کے لیے میں نے ایک اَور تجویز بھی کی ہے کہ اس انگوٹھی کا کاغذ پر عکس لے لیا جائے اور اُسے زیادہ تعداد میں چھپوایا لیا جائے۔ پھر نگینہ والی انگوٹھیاں تیار کی جائیں لیکن نگینہ لگانے سے پہلے گڑھے میں اس عکس کو دبا دیا جائے۔

اِس طرح ان انگوٹھیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگوٹھی سے براہِ راست تعلق ہو جائے گا۔ گویا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ نگ بھی ہو گا اور وہ عکس بھی نگ کے نیچے دبایا ہوا ہو گا۔ پھر اس قسم کی انگوٹھیاں مختلف ممالک میں بھیج دی جائیں۔ مثلاً ایک انگوٹھی امریکہ میں رہے، ایک انگلینڈ میں رہے، ایک سوئٹزرلینڈ میں رہے، اِسی طرح ایک ایک انگوٹھی دوسرے ممالک میں بھیج دی جائے تا اِس طرح ہر ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تبرک محفوظ رہے۔

پچھلے دنوں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پرانی تحریر ملی تھی۔ میں نے وہ تحریر انڈونیشیا بھیج دی ہے تا اس امانت کو وہاں محفوظ رکھا جائے اور اس سے وہاں کی جماعت برکت حاصل کرے۔ مگر الہام میں کپڑوں کا ذکر ہے یعنی خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ الہام فرمایا تھا کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" اس لیے چاہیے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کو ایسی جگہوں پر بھجوا دیں جہاں کیڑا انہیں لگتا۔ تا کہ وہ زیادہ لمبے عرصہ تک محفوظ رہیں۔

بہرحال نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ آگے آئیں اور اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اسلام کی خدمت کریں تا کہ ان کو بھی یہ دن دیکھنا نصیب ہو کہ ان کے ذریعہ سے ملکوں کے ملک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اسلام کا جھنڈا وہاں گاڑ دیا جائے۔ اور یہ معمولی بات نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی اور بڑی خوشی کی بات ہے"۔

(الفضل 8 فروری 1956ء)

---

1 : **کیلومل**: ایک جلاب آور مرکب

2 : متی باب 12 آیات 24 تا 27

3 : تذکرہ صفحہ 10، 195 طبع چہارم